No. L 89.

Registered

اخبار نور افشاں لودیانہ



نمبر (۱۰) مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

حضور لارڈ کرزن آغاز اپریل کے ایسٹر ہفتہ میں لاہور میں ہونگے اور ایک روز شہر و قلعہ میں بھی سواری نکلیگی۔ لاہور میں دربار لیوی فرماویں گے۔ منگل کو چلتے وقت ایک گارڈن پارٹی گورنمنٹ ہوس میں حضور کو دی جاویگی۔ حضور ممدوح سرحدی معاملات پر بھی مشورہ کرینگے جس کے لئے سرحد سے پولٹیکل افسران بلائے جائیں گے ؛

حضور لیڈی کرزن صاحبہ سنیچر کی شام کو کلکتہ سے روانہ شملہ ہو گئی ہیں رستہ میں کم ٹھہرینگی ؛

سر راجہ امر سنگھ صاحب نے کشمیر ریلوے سے متعلق حضور وایسرائے سے ملاقات کی اور ہمراہ مسٹر ندر سول دارجلنگ کی سیر کو تشریف لیگئے ؛

لندن سے خبر آئی ساحلِ مسقط پر فرانس ایک کولنگ سٹیشن کے پانے میں آخر کار کامیاب ہوا ؛

ولائیت سے خبر آئی ہے کہ لاہور کے متوفی بشپ صاحب کی جائیداد اڑھائی لاکھ کی نکلی جو اُن کے لڑکے کے سپرد ہوگی ؛

روس نے چین کا صوبہ تال نوان معہ پورٹ آرتھر کے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اِس کے جواب میں برطانیہ کو صوبہ و یہی وائی پر اور جرمنی کو صوبہ کیاؤ چو پر قبضہ کرنا پڑا تاکہ طاقتوں کی تاثیر برابر رہے اور اب فرانس کے علاوہ اٹلی نے بھی ایک جنگی جہاز کچھ حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا ہے ؛

ضلع لودیانہ میں ڈاکوؤں کا زور پایا جاتا ہے۔ یہ قافلہ مسلح ڈاکوؤں کا ہے جس نے اِس نواح کے لوگوں کا دم ناک میں کر رکھا ہے ؛

شملہ کالکا ریلوے کے چیف انجنیر اِسی ماہ میں ولائیت سے آویں گے۔ مفصل پیمایش کرنے کے بعد کام شروع کیا جائیگا ؛

جالندھر میں عدالت ڈویزنل جج کی کل مسلیں چوری ہو گئیں کچھ پتا نہیں پولیس تحقیقات کر رہی ہے ؛

لکھنؤ کے کرسچن کالج کے بورڈنگ ہوس میں ایک پٹھان نے عجیب طرح سے چوری کی یہہ شخص پرنسپل صاحب کی خدمت میں متلاشی کی صورت میں حاضر ہوا۔ بورڈنگ ہوس میں اس کو جگہہ دی گئی رات کو موقع پاکر بورڈنگ ہوس کی قیمتی چیزیں لیکر بھاگ گیا۔ وزیر گنج کی پولیس نے چھاونی سے پکڑا اب مقدمہ سٹی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہے ؛

یکم مارچ کو لندن سے خبر آئی کہ ڈچ کی مجلس آئین نے جاپانیوں کے حق میں ایک مسودۂ قانون پاس کیا ہے۔ اِس قانون کے رو سے ڈچ ایسٹ انڈیز میں جاپانیوں کی حیثیت یورپین کے برابر تسلیم کر لی گئی ہے ؛

شمالی ہند (کانپور) کی مجلس تجارت کے سالانہ جلسہ میں اِس بات کی خواہش اتفاق رائے سے منظور کی گئی ہے کہ مغل سرائے سے کلکتہ تک ایک علیحدہ شاخ ریلوے طیار کی جاوے اور یہہ ایسٹ انڈین ریلوے سے بالکل آزاد رہے۔ کلکتہ سے کراچی تک فراخ پٹڑی کی ریلوے کا سلسلہ براہِ راست قایم ہو ؛

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ ایڈیٹر

پادری ایچ۔ گولکنتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹوریل

پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی۔ اپل صاحب

مسٹر الیشع ناصر صاحب۔ پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس صاحب

مسٹر مسیح الدولہ صاحب۔ مسٹر گدار ناتھ صاحب مت

پادری جمیل سنگھ صاحب

کارسپانڈنٹ

سکولوں کا سالانہ ٹورنمنٹ

یہہ منظر بمقام پریڈ متصل ریلوے اسٹیشن لودیانہ واقعہ یکم مارچ ۹۹ء سے شروع ہوکر مورخہ ۷ مارچ ۹۹ء تک اختتام کو پہنچا۔ پریڈ کے میدان میں ایک میلہ سا نظر آتا تھا۔ نوخیز اور ہونہار طلبا کا مہذب کھیل و تماشہ رسن رسیدہ آدمیوں کو بھی اپنا اپنا لڑکپن یاد دلاتا تھا۔

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہو

امیدوں کی راتیں مراد ونکے دن

ریلوے سڑک کے متوازی ایک نیا بازار لاہور کی انار کلی۔ اور امرتسر کے ہال بازار۔ اور دہلی کے چاندنی چوک کا سماں آنکھوں کے سامنے نمود کر رہا تھا۔ اچھے اچھے معزز اصحاب اور قابل اشخاص بھی آج لڑکوں کے چہروں اور حرکات و سکنات سے ٹکٹکی لگائے ہوئے نظر آتے تھے۔ ہیڈ ماسٹروں اور ٹیچروں کی امیدیں آج اپنے اپنے طلبا کی کف دست میں بند شدہ نظر آتی تھیں کہ گویا شاہان سالقین کی طرح اُن کی سلطنت کا زوال و عروج اپنے اپنے پہلوانوں کی کامیابی اور ظفر پانے پر منحصر تھا۔ ہر ساول آج جولیات کے خوف سے ہراساں ہوکر داؤد کی آڑ میں پناہ پانا مانگتا تھا۔ طلبا کی ایک چھوٹی سی خوشنما حرکت پر سینکڑوں ہاتھوں سے تالی بجائی جاتی تھی۔ ایک خفیف اور فانی انعام کے لئے طلبا کی دیوانہ وار اور سرپٹ دوڑ ہمیں پولوس اور پطرس کی انجیلی خدمت میں شیدانہ اور دلیرانہ سرگرمی کی (جوکہ ایک بیش قیمت اور غیر فانی انعام کے لئے تھی) یاد دلاتی تھی۔ غرضیکہ عجیب نظارہ کا عالم تھا۔ پر ہم بباعث طول کلام اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل معزز اصحاب بھی اس ٹورنمنٹ کے اکثر اوقات زینت بخش اور رونق افروز ہوا کرتے تھے

۱۔ جناب پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ مشنری پرنسپل سی۔ بی۔ سکول لودیانہ۔

۲۔ جناب پادری جانسن صاحب مشنری پرنسپل مشن سکول لودیانہ۔

۳۔ لالہ کرم چند صاحب ڈسٹرکٹ جج لودیانہ۔

۴۔ لالہ چونی لعل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لودیانہ۔

۵۔ لالہ میا داس صاحب منصف لودیانہ۔

۶۔ لالہ جگل کشور صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس لودیانہ۔

۷۔ مسٹر لارنس وڈ صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی لودیانہ۔

۸۔ پادری پریمداس صاحب پاسٹر کلیسیا لودیانہ۔

اب ہم ذیل میں فہرست انعام بھی ہدیۂ ناظرین اخبار کرتے ہیں تاکہ اس ٹورنمنٹ کا پورا پورا لطف حاصل کرسکیں۔

ہائی سکول

انعام نمبر اول		انعام نمبر دوئم	
۴۴۰ گز کی دوڑ۔ ہیمچرفیلمین سی بی سکول	عہ	چندن لعل مشن سکول	عگر
۱۰۰ گز کی دوڑ۔ محمد حسن ایم۔ بی سکول	عگر	منصب لال سی بی سکول	عہ
لمبی چھلانگ۔ گجن سنگھ ایم۔ بی ہائی سکول	ہمر	میلا رام ایم۔ بی ہائی سکول	ہمر
اونچی چھلانگ۔ ارجن سنگھ "	ہگر	محمد حسن "	ہمر
سنگل بار۔ گجن سنگھ "	ہگر	سنسار چند مشن سکول	ہمر
پیرلل بار۔ چند و لال ایم بی سکول	ہمر	سنسار چند "	ہمر
کرکٹ بمعہ لفٹری ہیٹی۔ سی۔ بی سکول	ہیر	. . . .	
تکو باریا رسہ کشی۔ ایم۔ بی ہائی سکول	سے	. . . .	
قواعد۔ "	للعہ	. . . .	
فٹ بال۔ سی بی و مشن سکول بحصہ برابر	ہیر	. . . .	

۵ فٹ اور ۵ فٹ سے کم لڑکے

انعام نمبر اول		انعام نمبر دوئم	
رسہ کشی مشن سکول	للعہ		
۲۰۰ گز کی دوڑ حکم چند مشن سکول	ہمر	محمد شریف اسلامیہ سکول	عہ
۱۰۰ گز کی دوڑ "	ہمر	عبد الکریم "	عہ
لمبی چھلانگ۔ دھنی رام۔ ایم۔ بی سکول	ہمر	کشن چند ایم۔ بی سکول	ہمر

مڈل سکول

انعام نمبر اول		انعام نمبر دوئم	
۴۴۰ گز کی دوڑ محمد اسمٰعیل ساہنیوال	سے	ہرنام سنگھ سمرالہ	عگر
۲۰۰ گز کی دوڑ کابل سنگھ سمرالہ	عگر	کرتا رام کھنہ	ہمر
۱۰۰ گز " ہرنام سنگھ رائیکوٹ	ہمر	دلیپ سنگھ سودھی	عہ
لمبی چھلانگ۔ گنگا رام۔ بدووال	ہگر	ہرنام سنگھ رائیکوٹ	ہمر
اونچی چھلانگ۔ امریک سنگھ بدووال	ہگر	حاکم سنگھ جگراؤں	ہمر
سنگل بار نمبر ۵۹۔ سری رام سودھی	عگر	کالو بخش سہنے وال	ہمر
" " ۶۰۔ نذیر الحق	عگر	دھنتو رام جگراؤں	ہمر
پیرلل بار نمبر ۵۲۔ گوکل چند رائیکوٹ	عگر	نندو رام "	ہمر
" ۵۴۔ "	ہمر	گوجر رام سودھی	عہ
کرکٹ آریہ سکول لودیانہ	معہ	. . . .	
رسہ کشی رائیپور سکول	سے	. . . .	
مور چال۔ تھورام۔ ماچھیواڑہ	ہگر	شام سنگھ سودھی	ہمر
قواعد۔ رائیکوٹ کا مدرسہ	للعہ	رائیپور کا مدرسہ	ہگر

۵ فٹ اور ۵ فٹ سے کم لڑکے

انعام نمبر اول		انعام نمبر دوئم	
رسی کشی۔ سمرالہ کا سکول	للعہ	. . . .	
۲۰۰ گز کی دوڑ حکم چند سمرالہ	ہمر	رام بخش رائیپور	عہ
۱۰۰ گز " مہندر سنگھ سمرالہ	ہمر	دلیسراج ملود	عہ
لمبی چھلانگ۔ رام کشن رائیپور	عہ	"	۱۴ر

سلسلے کیلئے دیکھو صفحہ ۱۱ کا کالم اول

اخبار نویسی کے فرائض اور قدر و منزلت

راجپوتانہ گزٹ اجمیر مطبوعہ ۸ فروری ۱۸۹۹ء بحوالہ اخبار ادیب اخبار نویسی کی عزت و وقعت اور عظمت کے بارہ میں یوں رقم طراز ہے۔ کہ اخبار نویسی وہ شریف اور معزز فن ہے کہ جس سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق رکھنا بڑے بڑے سلاطین اور مدبرین سلطنت نے ہمیشہ اپنا فخر سمجھا ہے۔ ملک روس میں جو پہلا اخبار ۱۷۰۳ء میں جاری ہوا تھا۔ پیٹر اعظم شہنشاہ روس نہ صرف اُس کے ایڈیٹوریل مضامین ہی بذاتِ خاص تحریر کیا کرتے تھے۔ بلکہ اُس کے پروف تک کی کاپیاں خود صحیح کرتے تھے۔ جیسا کہ اُس اخبار کے دو سالوں کی کاپیوں سے ظاہر ہے۔ یہہ کاپیاں سینٹ پیٹرس برگ کے شہنشاہی کتب خانہ میں اِس وقت تک محفوظ ہیں۔ اور اُن پر جابجا اُن کے خاص قلم کے نشانات اور ترمیمات موجود ہیں۔

فرانس کا مشہور شاہنشاہ نپولین اخبارات کی مدد سے عام رعایائے فرانس کو اپنا ہم خیال بنا کر تمام مہتمم بالشان معاملات اپنی مرضی کے موافق طے کیا کرتے تھے۔ اُن کا قاعدہ تھا۔ کہ وہ جب کوئی اہم کام کرنا چاہتے تھے۔ تو اول ملک کے زبردست اور باوقعت اخباروں میں اپنی رائے کے تائیدی مضامین علی التواتر لکھواتے تھے۔ اِس طرح پبلک اوپنین (عام رائیں) اپنی طرف رجوع کر کے اُس کے انصرام میں مصروف ہوتے تھے اور جس کا یقینی نتیجہ فتح اور نصرت ہوا کرتا تھا۔

بیشک ہم راجپوتانہ گزٹ کے ساتھ متفق الرائے ہیں کہ در حقیقت اخبار نویسی ایک معزز فن ہے۔ بشرطیکہ اخبار نویس اپنے فرائض کو نہ صرف جانتا ہی ہو۔ بلکہ اُنکو عمل میں لانے کے لئے بدل و جان مصروف اور مشغول رہنے کا عادی بھی ہو۔

(۱) اول اگر وہ اخبار تعلیمی ہے۔ تو وہ زیادہ تر تعلیمی مضامین ہی کی طرف متوجہ ہو۔ دویم اگر وہ اخبار ملکی ہے۔ تو زیادہ تر ملکی مضامین ہی کا طلبگار ہو۔ سویم اگر وہ اخبار مذہبی ہے۔ تو زیادہ تر مذہبی مضامین ہی کا خواہاں رہے۔ چہارم اگر وہ اخبار قومی ہے۔ تو زیادہ تر قومی مضامین ہی کا جویاں ہو۔ پنجم اگر وہ اخبار اخلاقی ہے۔ تو زیادہ تر اخلاقی مضامین ہی کا شایق رہے۔

ہمارا مطلب اِس سے یہہ نہیں ہے کہ خبریں اور واقعات اور اشتہارات بالکل ہی ترک کئے جاویں۔ بلکہ یہہ مراد ہے کہ اُن سب مضامین اور واقعات اور اشتہارات اور خبروں سے جو اخبار میں مندرج ہوں۔ یہہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ وہ اخبار اپنے دعویٰ اور نام کی تصدیق کرتا ہے۔

(۲) **خوشامد** اور جھوٹی تعریف سے علی الدوام کنارہ کش رہ کر اپنے ضمیر پر چشم پوشی کا پردہ نہ ڈالے۔ اور بیہودہ بحث اور مباحثہ جو کہ اخبار کی بربادی کا ایک ذریعہ ہے برپا نہ کرے۔ حکومتوں اور ریاستوں اور مملکتوں سے باادب اور باتہذیب بذریعہ تحریر متکلم ہو۔ اخبارات کی آزادگی کو دیوانہ پن کی قید کا اسیر اور قیدی نہ بناوے۔

(۳) جھوٹ اور بھوٹ کی اعانت سے ہمیشہ متنفر رہے تاکہ عام و خاص کے دلوں پر اُس کی صداقت اور سچائی کی تحریر کا اثر روز روشن کی تاثیر کی مانند پڑتا ہے۔ اور بیجا پاسداری کے بادل اور باطل پسندی کی آندھی اُس کی روشنی کو دبا نہ لے کہ جس سے اُس کے اعتبار کا دن بھی شب تاریک کی طرح کالی بلا نظر آئے۔

(۴) فن اخبار نویسی کو معززانہ گداگری نہ تصور کرے کہ آئے دن والیانِ ریاست اور روسائے اعظم کے دروں پر آنکھ لگی رہے۔ اور پھیری والے جوگی کی طرح ہر پرچہ اخبار کی صبح کو اُن کی خوشامد کے محلوں کے آس پاس۔ شہر رہے آباد نواب رہے شاد یا بسے نگری۔ جیے راجہ کا آوازہ اُنکی لاپرواہی کی نیند میں خلل اندازی کے لئے بآواز بلند مارتا پھرے۔ اور آخر کار وصول بھی کچھ نہ ہو۔

اب ہم ذیل میں اخبار کی قدر و منزلت کا بھی کچھ ذکر پیش کرتے ہیں کہ جس ناظرین اخبار۔ اخبار نویسی کی عزت اور عظمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(الف) اخبار وہ سفیر اور ایلچی ہے۔ جو کہ بااجازت گورنمنٹ نصف کرایہ خرچ کر کے بلا مزاحمت ڈاکگاڑی میں سفر کر سکتا ہے۔

(ب) اخبار وہ نامہ بر اور قاصد ہے۔ جو کہ بادشاہوں کے محلسراؤں میں بھی جہاں پر ہوا بھی (پردہ در اُٹھنے سے) خائف ہوتی ہے۔ بلا روک ٹوک اور کشادہ پیشانی سے چلے جانے پر قادر ہے۔

(ج) اخبار وہ پیغام بر اور مبشر ہے۔ جو کہ غریبوں اور مفلسوں کے گھروں اور خانہ بدوشوں کے ٹوٹے پھوٹے خیموں میں بھی جانے سے انکار و عار نہیں کرتا۔

(د) اخبار وہ خادم اور معزز منشی ہے کہ جہاں پر آفاتو بسبب طول سفر و مشکلات راہ و ناموافقت آب و ہوا و ناسازی فریقین ہرگز نہ پہنچ سکے۔ لیکن اس کو ہاتھوں ہاتھ اندر کھینچ لیں۔ اور جب تک اس سے کچھ نہ کچھ سن نہ لیا جائے طلبگار کو چین اور تسلی نہ ہو۔

بس ہر ایک اخبار کو اپنے فرائض کی زیادہ تر پابندی واجب اور مناسب ہے۔ کیونکہ یہہ امر پسندکے لائق اور دیانتداری کی بات ہے۔ اور نیز خدا ہر ایک

فعل کو ہر ایک پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ بھلی ہو۔ خواہ بُری۔ عدالت میں لاویگا" واعظ ۱۲: ۱۴

راقـــــم

دینا ناتھ شاد

خالصہ کلیسیا کی ضرورت

مندرجہ بالا عنوان کا مضمون سکھوں کے انگریزی اخبار بنام خالصہ لاہور مطبوعہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا ہے۔ ناظرین نور افشاں کی دلچسپی کے لئے اس کا مختصر بیان کرتا ہوں۔

اخبار موصوف کا ایڈیٹر ہے تو سچ مچ ایک بڑا راست گو۔ سکھوں کی موجودہ دینی حالت کی ابتری اور اُس کے خادمانِ دین کی نالائقی عمدہ طور سے ظاہر کرتا ہے تین قسم کے خادمانِ دین کا ذکر کرتا ہے جو سکھ مذہب میں سکھوں کے گوروؤں کے وقت سے ہوتے چلے آتے اور اب تک موجود ہیں

اوّل۔ مسند۔ دویم۔ باباجی۔ سویم۔ بھائی جی۔ یا اُستاد یا گیانی کہو۔ اور نہایت صفائی سے بیان کرتا ہے کہ سکھوں نے بڑی غلطی کھائی ہے کہ اِن لوگوں کو بہانتک عزت اور تعظیم دی ہے کہ اُن کو اپنا بمنزلِ گورو کے مانا ہے۔ اور وہ بھی سکھوں پر ایسے سوار ہو گئے ہیں کہ جس طرح کہ ایک کتاب کی کہانی میں ایک بوڑھا دیو سندہ باد کی گردن پر سوار ہو گیا تھا اور ہرگز اُترتا نہ تھا اس میں شکل یہہ بھی بیان کی ہے کہ یہہ لوگ اپنے آپ کو گوروؤں کی اولاد ہونے کی بنیاد پر معزز سمجھتے اور اپنی پوجا کرواتے ہیں۔ اور زور سے اِس بات کو ظاہر کیا ہے کہ جب تک ایسے لوگ سکھ مذہب میں مانے جاویں گے تب تک اُس کی حالت زیادہ ابتری اور بربادی کی طرف ڈھلتی جاویگی اور اب ایڈیٹر صاحب ان مشکلات اور خرابیوں کو دیکھ کر اپنی زبردست رائے دیتے ہیں کہ مسیحی مذہب کے طریق اور اُسکے نمونے پر ضرور ہے کہ ایک خالصہ کلیسیا بنائی جاوے جس کا انتظام ڈسٹرکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاوے اور وہ کمیٹی اپنے عمدہ (مشنری صاحبان) واعظان کو مقرر کرے اور اُن کو تنخواہ دی جاوے۔ تب وہ گرنتھ صاحب کا واکھیان لوگوں کو بجائے مسندوں۔ باباجیوں اور بھائی جیوں کے سُنایا کریں۔

اور وہ کمیٹی اِن (مشنریوں) واعظوں کی چال چلن کی بخوبی ہوشیاری کے ساتھ نگراں رہے۔ ایڈیٹر صاحب کی اِس رائے میں ہم تائید کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ ایک اچھے طریقے کی صلاح آپ نے سکھوں کو دی ہے اور سکھوں کی حالت کا حقیقی فوٹو اُتار کے دکھلایا ہے۔ لیکن ذرا ایڈیٹر صاحب سوچ و فکر سے خیال فرما کر ہم کو بتلاویں کہ کیا ایک اصل کی نقل کرنے سے نقل میں وہ خوبی اور عمدگی آ سکتی ہے جو کہ اصل و حقیقت میں موجود ہو۔ ہم ایڈیٹر صاحب کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح پر سکھ لوگوں نے آپ کی دانست میں مسندوں باباجیوں اور گیانیوں کے بمنزلِ گورو کے ماننے میں صریح اور صاف غلطی کی ہے اور اب آپ زور سے اُس کے مخالف ہو رہے ہیں ٹھیک اسی طرح سے تمام سکھوں نے جن میں آپ خود شامل ہیں ایک صاف اور صریح غلطی کی ہے کہ بابا نانک صاحب سے شمار کر کے گوبند سنگھ صاحب تک دس گورو مان رہے ہیں کیونکہ گرنتھ صاحب کے شبدوں میں کہیں بھی ایک شبد نہیں ہے کہ جس کا مطلب اور مقصد یہہ ہو کہ سکھ لوگ دس گوروؤں کو گورو سمجھکر پرستش کریں جس طرح سے آج کل پرستش کر رہے ہیں۔ اور جن کو آپ آج ملامت کر رہے ہیں اُنہوں نے اُس بنا پر آپ کے گوروؤں کی اولاد کو گورو جانا اور مانا ہے کیونکہ اُنہوں نے یہہ سمجھا ہے کہ جب دس گورو مانے گئے تو اُن کی اولاد ضرور ماننی چاہئے کیونکہ وہ گوروؤں کی اولاد ہے۔ ہماری دانست میں یہہ سراسر ایک مخلوق پرستی ہے۔ پھر وہ اعلیٰ شبد کہاں جاویں گے جن کی بڑی تعریف آپ کے اخبار کے سب نمبروں میں پائی جاتی ہے۔ پھر اکال پُرکھ۔ ایک انکار کی خالص پوجا کہاں رہی۔ اور آپ کا مت خالصہ کہاں رہا؟ ایک دو نہیں بلکہ دس کی پرستش بلکہ جیسا آپ عام سکھوں کو ملامت کر رہے ہیں مسند۔ باباجی اور گیانی یا سکھ پر سچ پرس کو بمنزل گوروؤں کے جاننا۔ آپ بتلائیے یہہ کیسی تعلیم ہے۔ اور کیونکر راست ہو سکتی ہے۔

اگر آپ خالصہ کلیسیا بنانے میں فایدہ سمجھتے ہیں تو یہہ آپ کی مرضی ہے مگر اُس کے متعلق ہم آپ کو یہہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسیحی کلیسیا جس کے نمونے پر آپ سکھ کلیسیا یا خالصہ کلیسیا بنانا چاہتے ہو اپنی تمام جان و زندگی اور جلال و رونق اپنے سر سے پاتی ہے۔ جس کی وہ کلیسیا ہے۔ وہ تو دُلہن ہے اور اُس کا دُلہا مسیح ہے اور وہ اِس سے سب کچھ حاصل کر کے اپنے تمام کاموں میں زندگی اور رونق پاتی ہے۔ اور اگر آپ انجیل مقدس سے واقف ہوں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک اور خاص سبب مسیحی کلیسیا کی برکت اور عظمت کا ہے جس کے بغیر مسیحی کلیسیا بالکل مثل بیجان سکلیٹن کے ہے۔ وہ روح پاک کی برکت ہے جو باپ یعنے خدا اور بیٹے یعنے مسیح کی طرف سے کلیسیا پر بھیجی جاتی ہے اور اُس کے نزول کے بغیر کوئی برکت مسیحی کلیسیا پر صادر نہیں ہو سکتی ہے۔ اِس کے بغیر نہ تو مسیحی کلیسیا بن سکتی ہے اور نہ کوئی برکت آسمانی حاصل ہو سکتی ہے اور یہہ بھی اصرار مسیحی مذہب کی عالمگیر ترقی اور رونق کا ہے ورنہ کیونکر انسانی ساخت و بناوٹ

صدیوں تک بے روک ٹوک قایم رہ سکتی۔ ایک بڑے عالم و فاضل کی یہہ بات غور کے لایق ہے جو کتاب اعمال کے ۵ باب کی ۳۸ و ۳۹ آیتوں میں پائی جاتی ہے کہ اگر یہہ تدبیر یا کام انسان سے ہے تو ضایع ہوگی۔ پر اگر خدا سے ہے تو تم اُسے ضایع نہیں کر سکتے۔ ایسا نہو کہ تم خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔

آپ اپنے اخبار مطبوعہ یکم فروری میں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ "باوجودیکہ عیسوی مذہب کو دو ہزار برس کے قریب ہوئے کہ قایم ہوا لیکن اُس نے اپنی جوانی کی طاقت کو نہیں کھویا" اس کا صرف یہی خاص سبب ہے کہ اس کا بانی محض انسان نہیں تھا وہ خدا اور آدمی دونوں تھا اور اسی لئے وہ خدا اور آدمیوں کے درمیان درمیانی بھی ٹھہرا اور دونوں صفات رکھکر آدمزاد کا حقیقی نجات دہندہ ہوا۔ انسان کی طاقت اور قوت محدود ہے اور دیرپا نہیں۔ کیونکہ اس کی قوت بسبب گناہ کے جاتی رہی ہے مگر مسیح گو روح میں بے گناہ ہونے کے سبب سے طاقت موجود ہے اس لئے اُس کی طاقت اور زور سے مسیحی مذہب روزافزوں ترقی کر رہا ہے اور کرتا جاویگا۔ جب تک کہ بچانے والے سے بچنے والے تمام بچائے نہ جاویں۔

خداوند یسوع مسیح کے بغیر کلیسیا بنانا ایسا ہے جیسا کہ آدمی بغیر سر کے یا گھر بغیر چھت کے اور روح القدس کے بغیر کلیسیا بنانا ایسا ہے جیسا آدمی بغیر جان کے اور گھر بغیر آراستگی کے۔ آپ ضرور خالصہ کلیسیا بنائینگے لیکن زندگی اور رونق کہاں سے لائیں گے۔ اس لئے ہم التماس کرتے ہیں کہ حقیقی کلیسیا میں شامل ہونے سے تمام برکتیں حاصل ہو سکتی ہیں اور عارضی اور بناوٹی باتوں سے کچھ تسلی نہیں ہے حقیقی زندگی اور ابدی خوشی کا سرچشمہ اور منبع ایک ہی ست گورو نس کلنک اوتار ہے جس کا نام یسوع مسیح یعنے بچانے والا ٹھہرایا ہوا ہے اُس نے اپنی کلیسیا مدت سے قایم کی ہوئی ہے۔ کسی دوسری کلیسیا کے قایم کرنے کی ضرورت تو ہے ہی نہیں۔ مسیح صرف مثل ایک مضبوط چٹان کے ہے بلکہ وہ زمانوں کی چٹان کہلاتا ہے اور اس پر کلیسیا بنائی ہوئی ہے اور جو اس میں شامل ہوگا وہ مکت پراپت ہوگا۔ بغیر مسیح کے اور کوئی نام انسانوں کو بخشا نہیں گیا جس پر کوئی دوسری کلیسیا بناوے ؛

راقم

جیم۔ سین ؛

عطیہ ربانی اور بہادر مسیح صاحب کی نادانی ؛

مندرجہ نور افشاں ۷ و ۱۴ ماہ اکتوبر سنہ ۹۸ء

عطیہ ربانی جو کہ خداوند کی دعا یا نمونہ کی دعا کہلاتی ہے اس کے خلاف بہادر یہ تقلید واجب التردید ہے۔ بانی عطیہ نامہ نگار سے ثبوت طلب کیا گیا کہ انجیل میں کہاں لکھا ہے کہ خداوند کی دعا یا نمونہ کی دعا۔ بجواب ہر دو معلوم ہو کہ خداوند کی دعا اس لئے کہلاتی ہے کہ وہ خداوند سے مرحمت ہوئی۔ نمونہ کی اس لئے کہ صاف فرمایا گیا کہ اسیطرح دعا مانگو سب اسی طرح یہہ مفہوم نمونہ ہے نہ کہ الفاظ نمونہ کی دعا یا خداوند کی دعا۔ یہہ تو وہی بات ہے کہ بائبل کی جس کتاب میں کوئی بات صاف حرفی طور پر لکھی ہوئی ہوگی اسکو بہادر مسیح ہرگز قبول نہ فرمائیں گے۔

قولہ۔ یہہ دعا یہودی خیالات پر سکھلائی گئی۔

اقول۔ انجیل کا مفہوم یا الفاظ مطلقاً ایسے نہیں۔ البتہ آپ کی من گھڑت ضرور ہے۔

قولہ۔ یہہ دعا خداوند نے اپنے شاگردوں کو سکھلائی۔

اقول۔ (۱) کیا آپ شاگردی سے باغی ہیں۔ (۲) خداوند سے سکھلائے جانے کا اقرار عطیہ ربانی قرار دیتا ہے۔

قولہ۔ عبر ۶: ۱ کے رو سے یہہ دعا ابتدائی باتوں میں شامل ہو کر واجب الترک ہے۔

اقول۔ حوالہ کے مقدم یا موخر یا کہ عین اس ہی میں اس دعا کا کوئی ذکر پایا نہیں جاتا اگر خواہ مخواہ مطلب براری ہی مطلوب ہے تو معلوم ہو کہ کیا قاعدہ ابتدائی کے حروف ہی سے اپنا نیا ڈھنگ رنگ آنجناب نے نور افشاں میں ظاہر نہیں کیا ؟ ہاں بیشک کیا ہے حالانکہ ابتدائی قاعدہ سے فارغ نہ کہ تارک ہو چکے ہو ؛

قولہ۔ اس دعا کے الفاظ کامل نہیں ورنہ کیوں کہا جاتا کہ اب تک میرے نام سے نہیں مانگا۔

اقول۔ نہ مانگنا شاگردوں کی کوتاہی ہے یہہ تو نہیں لکھا کہ میرا نام اب تک بتلایا نہیں گیا۔

قولہ۔ سوا متی و لوقا کے دیگر دو اناجیل و اعمال و جملہ خطوط میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

اقول۔ یوحنا ۸: ۱۷۔ تمہاری شریعت میں یہہ بھی لکھا ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی سچ ہے

قولہ۔ ہمارا باپ جو آسمان پر ہے۔ روم ۸: ۱۵ یوحنا ۱۷: ۱ کی دعا میں لفظ باپ ہے نہ کہ آسمان۔ کیونکہ آسمان ہماری جدائی کا اظہار ہے۔ پس ہم تو باپ سے جدا نہیں۔ لہذا آسمان کا لفظ بیجا ہے۔

اقول۔ اس دعا میں لفظ باپ لفظ ہمارے سے بھی مقدم ہے باقی رہا آسمان۔ حضرت نہ گھبرائیں

ہمارا کیا ذکر۔ خداوند زمین پر ہوتے ہوئے آسمان پر بھی تھا۔ پس کیا آپ یہہ نتیجہ نکالیں گے کہ۔ آسمان کا ذکر کرنے سے خداوند۔ باپ سے محروم و جُدا ہو کر یوحنا ۳: ۱۳ میں (معاذ اللہ) مغالطہ دے گیا۔

قولہ۔ تیرے نام کی تقدیس ہو۔ یسعیاہ ۵: ۱۶ کے رو سے موت خداوند پر تقدیس الٰہی ہو چُکی۔ اب کس تقدیس کی درخواست کریں۔

اقول۔ اِس درخواست میں لفظ نام موجود ہے اور یسعیاہ کے حوالہ پیش کردہ میں پایا نہیں جاتا اِس لئے حوالہ بے تعلق ہے۔ دراصل لفظ نام تیرے حکم سے روشنی پا کر ظاہر کرتا ہے کہ باپ کا نام حُسنِ تقدّس سے مانا جاوے۔

قولہ۔ تیری بادشاہت آوے۔ برادرانہ کلیسیا جبکہ کلیسیا قایم ہو چُکی تو کس بادشاہت کے لئے درخواست ہووے۔

اقول۔ انجیل میں لفظ ایل تھی تو۔ امر غایب موجود ہے جس کے سات معانی ہیں۔ (۱) نکلے۔ آپ کے مرادی معنے کے بموجب کلیسیا نکلے۔ اغیار میں سے نکل آوے۔ مکاشفات ۱۸: ۴۔ جن کی بابت اول ہی خداوند سے فرمایا گیا تھا۔ یوحنا ۱۰: ۱۶۔ (۲) روانہ ہو جاوے۔ (۳) جاوے۔ ۲ و ۳ نمبر ظاہر کرتے ہیں کہ کلیسیا اُن نکلنے والوں کو نکالنے کے لئے روانہ ہو جاوے اور جاوے تاکہ اپنے میں لاوے۔ مرقس ۱۶: ۱۵۔ (۴) اُترے اِس کا کام اور انتظام آسمان سے اُترے کیونکہ وہ (کلیسیا) اگرچہ زمینی ہے و نیز اغیار میں سکونت پذیر۔ تاہم وہ آسمانی ہے۔ افسی ۲: ۶۔ (۵) ہو جاوے۔ وقوع میں آوے۔ (۶) نظر آوے۔ (۷) آوے نمبر ۵ و ۶ و ۷ ہر سہ اِن ہی بھیڑوں سے متعلق ہیں جو کہ بھیڑ خانہ سے باہر ہیں اور بھیڑ خانہ میں ضرور داخل ہونگی جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ بھائی اِس درخواست سے نہ ڈریں کیونکہ یہہ فضول نہیں بلکہ ضروری ہے۔

قولہ۔ تیری مراد جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آوے۔ جبکہ ظاہر ہو چکا کہ معافی و جملہ برکات معہ زندگی خداوند پر ایمان لانے سے حاصل ہو جاتی ہیں جو کہ الٰہی مرضی کا پورا اظہار ہے تو پھر کس ظہور ہی کے لئے درخواست کریں۔

اقول۔ یہہ درخواست بھی اِن ہی بھیڑوں سے متعلق ہے۔

قولہ۔ ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دے جبکہ زندگی کی روٹی پا چکے تو جسمانی روٹی کی کیا فکر رہ گئی ہے یعنے کچھ فکر نہیں۔

اقول۔ بھائی ایسے وقت سے ہم بے خبر نہیں ہیں مگر آپ کو کیا کہیں۔ کیونکہ آپ اس وقت سے بیشتر ہی چالیس روز کا کیا ذکر۔ بلکہ علی الدوام روزہ دار بن بیٹھے۔ اگر ایسا ہو تو ایما بخشیں تاکہ ہم بھی زیارت کریں ورنہ ضرور مانگتے اور پاتے جاؤ۔

قولہ۔ ہمارے گناہوں کو بخش جس طرح کہ ہم بھی ہر ایک کو جو ہمارا قرضدار ہے بخشتے ہیں۔ یہہ کفارہ کے خلاف اور کفارہ سے پیشتر کی تعلیم ہے۔

اقول۔ بیشک الٰہی بخشش الٰہی کفارہ پر موقوف ہے مگر فلپی ۲: ۱۲۔ افسی ۲: ۱۰۔ یعقوب ۲: ۲۰۔ کی تلاوت کریں۔ آپ کی خلاف ورزی پر ایک شعر پیشکش کیا جاتا ہے۔ شعر

تو اے طفلِ ناپختہ و خام رائے
مزن پنجہ با شیر جنگ آزمائے

راقم

ملک روشن خاں انجیل مبارز جہلم

مسیح کی بھیڑیں کون ہیں

یوحنا ۱۵ باب ۲۷ آیت

خداوند کی پاک کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی توبہ نہ کرے اور خداوند یسوع مسیح کے نام پر ایمان لا کے خدا سے نہ ملے۔ تب تک اُس آدمی کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور جو آدمی خداوند پر ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائیگا۔ مگر جو آدمی خداوند یسوع مسیح پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ عدالت کے دن ضرور اپنے گناہوں کی سزا پائیگا۔ دیکھو مرقس ۱۶ باب ۱۶ آیت کے آخری فقرے کو۔ اور علاوہ اِس کے ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کو مقدس متی کی انجیل میں اُس کے ۱۵ باب ۲۴ آیت میں فرمایا ہے کہ "پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ اور چلتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی" اور پطرس حواری نے اپنے پہلے خط کے ۲ باب کی ۲۵ آیت میں لکھا ہے کہ۔ "کیونکہ تم بھٹکتی ہوئی بھیڑوں کی مانند تھے۔ پر اب اپنی جانوں کے گڈرئے اور نگہبان پاس پھر آئی ہو" اب ہم کو یہہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ اچھا گڈریا کون ہے "یہہ گڈریا خداوند یسوع مسیح ہے" جو آسمان سے اُترا اور اپنی جان اپنی بھیڑوں یعنے گنہگاروں کے لئے دی ہے۔ سو سب گنہگار جب تک توبہ نہ کریں۔ بھٹکتی ہوئی بھیڑوں کی مانند ہیں۔ پر اُن کے درمیان بعضے ایسے لوگ ہیں۔ جنہیں خداوند یسوع مسیح اپنی بھیڑیں کہتا ہے اور مبارک وہ ہیں جو اُس کی آواز سُنتے ہیں اور دل سے اُسے قبول کرتے ہیں لیکن افسوس اُن پر جو اُس کی آواز نہیں سُنتے۔ اور اگر

سنتیں بھی ہیں تو ایمان سے قبول نہیں کرتیں۔ لیکن بعض ہیں جو دل سے اور ایمان سے مسیح کو قبول کرتی ہیں۔ مگر سب نہیں۔ اِس واسطے میں دو تین سوال کرتا ہوں اور جن کا جواب فایدہ عام کے لئے تحریر کرتا ہوں۔

(۱) مسیح کی بھیڑیں کون ہیں۔ "وہ سب جو یسوع مسیح کے نام پر پورے دل سے ایمان لاکر اور اُسکے پاک حکموں کو مان کر اُس کی پیروی کرتی ہیں۔ وہ مسیح کی بھیڑیں یعنے اُس کے شاگرد ہیں۔" اور وہ مسیح کے سچے شاگرد نہیں ہیں جو فقط نام ہی سے ہیں۔ اور بپتسمہ بھی کسی خاص مطلب کے لئے پادری صاحبان و کیتھی کسٹ وغیرہ کو دھوکا دیکرے لیتے ہیں۔ میں نے ایک آدمی کا حال اچھی طرح سے دیکھا جس نے خود غرضی کے لئے بپتسمہ لیا اور جب مطلب پورا ہو گیا تو پھر اپنی اُسی خراب حالت پر پہنچ گیا۔ تو کیا ایسے آدمی مسیح کے شاگرد ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ وہی مسیح کا شاگرد ہو سکتا ہے جو آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ متی ۷: ۲۱ اور علاوہ اِس کے خداوند یسوع کے پاس بہتیرے آکر کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں اور اُس وقت خداوند اُن سے صاف کہیگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا! اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ باقی رہی یہہ بات کہ جو آدمی مسیح پر ایمان لاتا ہے۔ وہ ہر طرح کے گناہ اور امتحان سے بچا رہیگا۔ مگر سب نہیں۔ جس میں مسیح کی روح نہیں۔ وہ اُس کا نہیں۔ اور جس میں مسیح ہے اُس کا بدن گناہ کے سبب مُردہ ہے۔ پر رُوح راستبازی کے سبب زندہ ہے۔

دوسری بات ہم سب کو بہت ضرور ہے کہ ہم دل سے خوب کوشش کریں کہ سچے شاگرد ہوں اور خداوند یسوع مسیح اپنی بھیڑوں کے لیئے پیار و محبت کرتا ہے۔ ہم بھی سب دل سے اُس کی پیروی کریں۔ کیونکہ ہمکو اِس زمین پر اور خاصکر آسمان پر بڑا فایدہ ہوگا۔ مسیح میٹھی زبان سے فرماتا ہے کہ میری بھیڑیں میری آواز پہچانتی ہیں۔ اور میں اُن کو جانتا ہوں۔ ہم سب کو خوش ہونا چاہیے کہ "خداوند مسیح ہم کو جانتا اور اپنا کہتا اور قبول کرتا ہے۔ تو مسیح یہہ ہمارے لئے بس ہے اور ہم زمین و آسمان پر نیک بخت ہونگے۔ اور جو شاگرد سچے دل سے کوشش کرتا ہے کہ میں مسیح کا ہوں اور مسیح میرا کہ اُس نے میرے لئے اپنی جان دی۔ تو مسیح اُس کی سب ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اور جو وہ مانگتا ہے پاتا ہے اور اُس نے وعدہ بھی کیا ہے۔ متی ۷ باب اور ۷ آیت میں جو صرف نام کے عیسائی ہیں اور مسیح کی آواز سُنتے ہیں۔ مگر کچھ نہیں پاتے اور یہہ بھی نہیں جانتے کہ یہہ کس کی آواز ہے وہ مسیح کی بھیڑیں نہیں اور نہ وہ ہمیشہ کی زندگی پائینگے۔ مسیح کی بھیڑیں وہ ہیں جو اُس کی آواز کو پہچانتی اور ایمان سے اُس کو قبول کرتی اور مسیح کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ اور مسیح اُن کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ سے اُن کو کوئی چھین بھی نہیں سکتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ کی زندگی پاوینگی اور آسمان میں داخل ہونگی جس میں دکھ درد۔ بیماری اور گناہ اور موت بھی نہیں۔ بلکہ آسمانی خوشی اور شادیاں خدا کے سامنے ہونگی۔ اور پھر ہم سب کو خدا سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ ہم کیا کریں کہ مسیح کے سچے شاگرد ہوں۔ میں بہت سا تحریر کر چکا اب جو کچھ تھوڑا باقی ہے اُس کو ختم کرکے آپ صاحبان کو سلام کرونگا۔ مسیح کہتا ہے کہ میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں۔ پھر ہم کو اب یہہ معلوم کرنا چاہیے کہ اُس کی آواز کیا ہے؟

جواب

کلام کے پڑھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی آواز بہت طرح سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کو دل منصف یعنے ضمیر یہہ کہتی ہے کہ یہہ کام مت کر۔ یہہ خدا کی مرضی کے برخلاف اور گناہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خداوند مسیح کی آواز ہے۔ جو روح القدس سے دل میں یہہ نصیحت کرتی ہے کہ اے بیٹے اے بیٹے اپنا دل مجھ کو دے اور میری راہوں سے تیری آنکھیں خوش ہوں۔ امثال ۲۳: ۲۶۔

دوسری ہمارے سب کاموں میں اُس کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ اور جو ہم خبردار اور ہوشیار ہیں تو آواز سُنیں گے اور پہچانیں گے کہ یسوع مسیح کی آواز کیا ہے اور مسیح پاک کلام میں ہم سے یوں بولتا ہے کہ جس وقت ہم پڑھیں یا سُنیں تو گویا مسیح ہم سے بولتا اور بات چیت کرتا ہے یہی اُس کی آواز ہے۔ پر ایک اور چیز چاہیئے جس کی بابت مسیح نے انجیل میں فرمایا ہے کہ کوئی میرے پاس آ نہیں سکتا ہے۔ جب تک باپ اُس کو میرے پاس نہ لاوے اور سوائے روح القدس کے فضل کے کوئی مجھ کو خداوند نہیں کہہ سکتا۔ اِس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی طاقت سے مسیح کے پاس نہیں آ سکتے۔ اور نہ شاگرد ہو سکتے ہیں پس ضرور ہے کہ خدا باپ سے ہم دعا کریں کہ وہ روح القدس کی ہدایت سے ہم کو مسیح کے پاس لے آوے۔ نہیں تو ہم گڈرئے کے پاس بغیر خدا کی مدد کے نہیں آ سکتے ہیں۔ بلکہ کھوئی ہوئی بھیڑ کی مانند خراب ہو جائیں گے۔ اور اگر خدا کی مدد درکار ہے۔ تو ہم کو یہہ دعا مانگنی چاہئے کہ خداوند یہہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں تیرا شاگرد بنوں تو روح پاک کی مدد کرکے مجھ کو اپنا شاگرد بنا۔

راقمہ این۔ سالومن۔ شملہ

یونیورسل برادرہڈ یا عالمگیر اخوت

دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۱۳ جنوری ۱۸۹۹ء

اینچہ شوریست کہ در دور قمرے بینیم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شرے بینیم
ہیچ اُلفت نہ برادر را با برادر دارد
ہیچ اُلفت نہ پدر را با پسرے بینیم

انسان کی زندگی کی علتِ غائی یا یوں کہو کہ انسانی روح کا تقاضا یہہ ہے کہ وہ خوش رہے۔ سب انسان اپنی خوشی کے حصول میں لاکھوں طرح کی تجاویز اور منصوبہ بازیاں کر رہے ہیں مگر ان کی یہہ تجویزیں خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ اُن کی منصوبہ بازیوں کا ماحصل اپنی ذات یا شہر یا مذہب یا قوم ہی کی بہبودی اور آسائش ہے۔ ہم یہہ نہیں کہتے کہ اپنی قوم یا ملک کو سرفراز کرنا گناہ ہے بلکہ وہ قوم بڑی خوش نصیب ہے کہ جس میں حب القوم پیدا ہو کر اصلاح ریفارمیشن کریں مگر جب قومیت کا خیال اعتدال سے بڑھ جاتا ہے تو اُس کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ہر ایک قوم دوسری قوم کو نقصان پہنچا کر اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کی تدبیر کرتی ہے اور ہمیشہ اس فکر میں پریشان رہتی ہے کہ کسی طرح دوسری قوموں یا ملک یا مذاہب کی طاقتوں کو کم کر کے اُن پر اپنی حکومت کی جائے۔ چنانچہ یہی خیال آج کل یوروپین طاقتوں کا ہے۔ ہر ایک طاقت انتقام کے لئے موقعہ دیکھ رہی ہے ملک گیری کے خیال پر عجیب و غریب توپیں اور بندوقیں اور جنگی جہاز۔ آلات وغیرہ نئے نئے تیار ہوتے رہتے ہیں۔

انڈیا میں نیچری اور مرزائی اور آریوں کی باہمی کش مکش اپنے نیشنل ازم کی طفیل ہو رہی ہے۔ ایک اچھے سے اچھا محمدی آریوں کے نزدیک ملیچھ اور قابلِ نفرت۔ علی ہٰذا ایک شریف آریا محمدیوں کی نظروں میں کافر اور حقیر ہے۔

اِس موقعہ پر بعض یورپین مشنریوں اور کرسچنوں کو بھی قابلِ مواخذہ سمجھتا ہوں جو کہ دیسی مسیحیوں کے ساتھ برادرانہ سلوک نہیں کرتے بلکہ اُن کے دلوں اور ضمیروں پر اپنی حکومت اور رعب بٹھانا چاہتے ہیں۔ مانا کہ خدا نے اُن کو ہم پر حکومت بخشی ہے ہم مفتوح وہ فاتح۔ ہم غریب ہیں اور وہ امیر مگر المسیح تعلیم کا یہہ اثر نہیں جیسا افسیوں ۲ باب ۵ آیت سے لیکر ۱۰ آیت تک اور پھر متی ۲۰ باب ۲۵ سے ۲۸ تک۔ یسوع نے اُنہیں بُلا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے حاکم اُن پر حکومت جتاتے اور بختیے والے اُن پر اپنا اختیار دکھاتے ہیں۔ پر تم لوگوں میں ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ جو تم میں بڑا ہوا چاہے تمہارا خادم ہو۔ اور جو تم میں سردار رہنا چاہے تمہارا بندہ ہو۔ چنانچہ ابنِ آدم بھی اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ میں دے۔ اگر اِس مقدس تسلیم کے مسیحی لوگ ایسے ہی پاک نمونے بھی دکھلاتے تو خدا کی بادشاہت جیسے آسمان پر ہے ہیچ مچ زمین پر آجاتی۔

اِس میں کلام نہیں کہ مسیحیوں نے ہندوستان کے سدھار میں سب کچھ کر دکھلایا اور کر رہے ہیں۔ مثلاً پریس قایم کئے۔ کالج بنائے۔ زنانہ ہسپتال اور جذام خانہ و یتیم خانہ ریسکیو ہوم کھولے مگر یہہ خدمات مسیحیوں کی شان کے مقابلہ میں بالکل ہیچ اور ناکافی ہیں کیونکہ مسیحیوں کا مدعا یہہ ہے کہ "خدا کی بادشاہت جیسے آسمان پر ہے زمین پر آئے"۔ مگر یہاں اِس کے برخلاف آپس میں کینہ اور حسد۔ غرور و کبر اور بے اعتباری یہاں تک بڑھ رہے ہیں کہ نہ رات کو آرام نہ دن کو چین۔ شیطان بڑی کامیابی کے ساتھ ہر ایک ملک اور قوم میں اپنی حکومت کر رہا ہے شیطان کی تابعداری ہمیں کس لئے اُٹھانی پڑتی ہے؟ اِس لئے کہ کتابِ مقدس کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا اور جو حقیقت کہ پہلے دل میں رکھتے تھے وہ بھی کھو بیٹھے بقول ربنا المسیح کیونکہ جس پاس کچھ ہے اُسے دیا جائیگا اور اُس کی بہت بڑھتی ہوگی پر جس پاس کچھ نہیں اُس سے جو کچھ کہ اُس پاس ہے سو بھی لے لیا جائیگا۔ متی ۱۳: ۱۲ آیت۔ روحانی کمزوری کے سبب شیطان کے مقابلہ میں گر جاتے اور اصلی راستہ بھول جاتے۔ جب ذرا سی ہوش آئی تو طبیعت میں یہہ سوال پیدا ہوئے اور اوسان خطا ہو گئے۔

سوال۔ کیا اب ہمیں اپنے عذاب اور لاپروائی میں زندگی بسر کرنی چاہیے؟

جواب۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

سوال۔ کس طرح سے ہم لوگ آرام میں رہ سکتے ہیں اور خوشی کے ساتھ باہم زندگی بسر کر سکتے ہیں؟

جواب۔ اِن مندرجہ ذیل آیات کے عمل درآمد سے آرام اور اطمینان سے رہ سکتے ہیں۔ برادرانہ محبت سے ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی راہ سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو (رومیوں ۱۲: ۱۰) پس پاک دل سے ایک دوسرے کو پیار کرو (۱ پطرس ۱: ۲۲) اور (۱- پطرس ۳: ۸) اور (۲ پطرس ۱: ۷)۔

پھر ربنا المسیح کا فرمان بھی صاف ہے۔ یعنے

میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ تم ایکدوسرے سے محبت رکھو جیسا میں نے تم سے محبت رکھی ایسے ہی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو (یوحنا ۱۳: ۳۴) میرا حکم یہہ ہے کہ جیسے میں نے تمہیں پیار کیا ہے تم بھی ایک دوسرے کو پیار کرو (یوحنا ۱۵: ۱۲)۔

یہہ آیات درحقیقت تمام اخلاقی خرابیوں کی کُنجی ہیں۔ جب تک اس اصول عامہ پر عملدرآمد نہ ہو تب تک ممکن نہیں کہ دنیا میں آرام نصیب ہو۔ ہم کسی انسان کی اِس لئے خدمت نہ کریں کہ وہ ہمارے ہم خیال ہو۔ بلکہ اِس لئے کہ وہ ہمارا بھائی ہو۔ اگرچہ کئی دفعہ کے خاص اغراض یا مدعا کے اختلاف یا کسی بے سمجھی کی وجہہ سے آپس میں عناد ہو جاتا ہو اور طبیعت درپے انتقام ہو جاتی ہو اور موسیٰ والا حکم ہو جاتا ہو یعنے آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت (متی ۵: ۳۸) بلکہ یہاں تک بھی ختم نہیں ہوتا۔ اپنے خیالات دوسروں کو تسلیم کرانے کے لئے تلوار سے کام لیا جاتا ہو۔ ذرا سا مذہب کے خلاف کہا نہیں اور فوراً صلیب کا حکم سرزد ہوتا ہو مگر انجیل جلیل میں یہہ معاملات انسانی فطرت پر محمول کرکے یہہ حکم سُنایا جاتا ہو کہ "تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے دوستی رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو اور جو تمہیں دُکھ دیں اور ستاویں اُن کے لئے دعا مانگو۔ (متی ۵: ۴۳ و ۴۴) بمقابلہ لوقا ۶: ۲۷ سے ۳۴ آیات۔ رومیوں ۱۲: ۱۸ سے ۲۱ تک۔ اگر انسان بڑی چھلانگ مارے تو یہہ کہنے کے لئے تیار ہو جاتا ہو کہ نیکی کے عوض نیکی کرنی چاہئے۔ مگر انجیل شریف میں اِس سے بڑھکر انسانیت کا معراج دکھلایا گیا ہو۔ دیکھو (مقدس متی کی انجیل ۵ و ۶ و ۷۔ ابواب اور مقدس لوقا ۶: ۲۱ سے لیکر ۴۵ آیات تک بغور مطالعہ کیجئے)

اِس میں شک نہیں کہ بہت مضبوط اور قوی حوصلہ آدمی اِن نصیحتوں پر عمل کر سکتا ہو ہر ایک آدمی کا یہہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے دشمنوں کی سختیوں کو برداشت کرتا ہوا اُن سے نیک سلوک کرے مگر برگزیدہ ایماندار دنیوی تکلیفوں کی پرواہ نہیں کرتے کیونکہ اُن کو اچھی طرح معلوم ہو کہ "تنگ راستہ سے بہت تھوڑے داخل ہو سکتے ہیں اور کشادہ سے زیادہ مقدس متی ۷: ۱۳ و ۱۴ +

افسوس اِس نیشنل ازم نے ہر ایک قسم کی صداقتوں پر پانی پھیرا اگر ابھی تک اُس کی زہر آلودہ خوبصورتی ہمارے دلوں میں جگہہ پکڑتی ہو۔ آریوں۔ محمدیوں۔ مسیحیوں وغیرہ کو خیال رکھنا چاہئے کہ ہم آخر اسی ملک کے باشندہ ہیں۔ کسی قوم کی کُلی تباہی ناممکن ہو۔ محمدی ہندوؤں کا بال بیکا نہیں کر سکتے اور نہ ہند و محمدیوں کا کُلی نقصان کر سکتے ہیں۔ نہ دونوں مسیحیوں کا۔

جب یہہ صورت ہو تو پھر یہی معلوم ہوتا ہو کہ ہم باوجود اختلاف مذہب آپس میں یونیورسل برادرہُڈ یا عالمگیر اخوت یا برادرانہ سلوک کریں۔ کینہ۔ حسد اور بغض و تکبر کو چھوڑیں۔ تاکہ "خدا کی بادشاہت جیسے آسمان پر ہو زمین پر بھی آئے۔" اے نیشنل ازم کی پکار کرنے والو اور اُس کے نشہ میں مدہوش بیٹھے ہوئے صاحبان ذرا خیال فرمائے کہ برادرانہ سلوک ہی ہو جو کہ انسانوں کی راحت کا موجب ہو سکتا ہو ورنہ بے آرامی اور بے چینی و اُداسی و پریشانی ہی رہیگی کاش کہ تمام بنی آدم بغیر امتیاز مذہب بغیر اختلاف خیال بغیر فرق امیر و غریب بغیر تفرقہ فرقہ بندی کے ایک دوسرے سے برادرانہ سلوک کریں۔ آمین۔

راقم

بی۔ اے۔ شرف

از بھیرہ پنجاب

نوٹس

اگر کوئی شخص مندرجہ ذیل نور افشاں کی سالانہ جلدیں اور مندرجہ ذیل نور افشاں ۱۸۹۵ء کے پرچہ ہم کو بھیج سکے۔ تو ہم اُس کو فی پرچہ چار آنہ اور فی جلد پانچ روپیہ قیمت دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ایک شخص کے لئے درکار ہیں۔ چاہئے کہ ارسال کنندہ بنام اڈیٹر صاحب نور افشاں کو دیانہ بہت جلد روانہ کریں۔ کیونکہ جس شخص کی جلدیں اور پرچہ پہلے وصول ہونگے۔ ضرور منظور کئے جاویں گے۔ اور باقیوں کے واپس۔

جلد ۱۸۸۷ء جلد ۱۸۹۹ء جلد ۱۸۹۳ء۔

پرچہ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۵ء۔ ۲۴۔ جنوری ۹ مئی ۳ و ۱۷۔ جولائی ۱۸۹۶ء +

المشتہر۔ مددگار اڈیٹر۔

جناب اڈیٹر صاحب

سلام۔ گذارش یہہ ہو کہ واقعہ ۲ مارچ ۱۸۹۹ء کو کوہ کسول۔ ہمارے یہاں تین شخصوں کو بپتسمہ دیا گیا۔ ایک میرے بھائی کا لڑکا اور ایک اور شخص۔ اور سید اطہر حسین ساکن گجوا پرگنہ آندر ضلع سارن احاطہ بنگال نے یہاں آکر بپتسمہ پایا ہو۔ اور بپتسمہ سائیں صابر مسیح ساکن گجرانوالہ نے جو امریکن مشن میں پادری تھے اور اب مشن سے علیحدہ ہو کر خداوند کا کام کر رہے ہیں اُنہیں دیا ہو۔ گذارش یہہ ہو کہ یہہ چند سطور بندہ کی طرف سے پرچہ اخبار نور افشاں میں مہربانی کرکے درج فرماویں۔ بندہ نہایت مشکور و ممنون ہوگا +

راقم

العبد عزیز مسیح۔ کوہ کسول۔ ملازم و منتظم سارجنٹ مسز ڈیوٹ

مضامین مفید المبتدین

(سوئم۔ یوحنا کی گواہی)

دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۳۔ مارچ ۱۸۹۹ء

(۱) (مکاشفات ۱ باب ۴۔۵ آئتیں) یوحنا کی گواہی یہہ کہ مسیح جی اُٹھنے والونکا پلوٹھا ہی۔

(۲) ہم جانتے ہیں کہ یوحنا کون تھا۔ اور کہ وہ گواہی دینے کے لایق ہی۔ یوحنا بھی مسیح کا جی اُٹھنا اور شاگردوں کی طرح بھول گیا تھا کہ مسیح جی اُٹھیگا جیسا مسیح نے کہا تھا۔ تو بھی بعد میں قبر پر اور خاصکر قبر کے اسباب کو دیکھکر یقین کیا (یوحنا ۲۰ باب ۸ آیت)

(۳) اب تین گواہ اور سارے چشم دید بھی ہیں۔ تمہارے سامنے ہو گذرے ہیں۔ یہہ سارے چشم دید گواہ ہیں مگر دوسری طرف کوئی گواہ نہیں جو کہہ سکتا ہی کہ مسیح جی نہیں اُٹھا انسان اور خاصکر منکر اور صوفی خیال کر سکتے ہیں کہ یہہ ہوا اور وہ ہوا لیکن کسی طرح کا ثبوت پیش نہیں کرتے کہ مسیح جی نہیں اُٹھا۔ پولوس اور پطرس اور یوحنا کے دنوں میں مسیح کے دشمن بلکہ وے بھی جنہوں نے اُسے قتل کیا تھا موجود تھے۔ یہہ تینوں گواہ اُسے شہر یروشلم میں مسیح کے جی اُٹھنے کی گواہی دے رہے تھے۔ جہاں مسیح پر موت کے پیشتر ظلم ہوا تھا۔ سچ تو ہی کہ پولوس اور پطرس اور یوحنا جیل خانہ میں ڈالے گئے تھے۔ پر اِس لئے نہیں کہ وے جھوٹ بولتے تھے۔ کیونکہ یہہ فتویٰ اُن پر کبھی نہیں لگایا گیا۔ بلکہ وے سچی بات جس پر کوئی بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ گواہی دے رہے تھے۔ اگر یہہ لوگ جو اِس بات کے منکر تھے کہ مسیح جی اُٹھا۔ وے ثابت کرنا اگر چاہتے کہ مسیح جی نہیں اُٹھا۔ تو وے اِس وقت ثبوت میں مسیح کی لاش پیش کر سکتے تھے۔ لیکن کسی نے مسیح کی لاش پیش نہیں کی۔ اور نہ کسی نے پیش کرنے کی کوشش کی۔

(۴) یوحنا کس طرح ایمان لایا کہ مسیح جی اُٹھا ہی۔ (یوحنا ۲۰ باب ۸ آیت) تب پطرس اور یوحنا دونو قبر کی طرف دوڑے اور یوحنا پہلے قبر پر آیا۔ اگرچہ یوحنا نے دیکھا تھا کہ قبر خالی ہی۔ تو بھی ایمان نلایا کہ مسیح جی اُٹھا ہی۔ لیکن جب قبر کے اندر گیا۔ تو اُس نے کچھ دیکھا۔ جس سے یوحنا مجبور ہو کر ایمان لایا۔

سوال۔ یوحنا نے خالی قبر میں کیا دیکھا جس سے اُس کو ثبوت ملا کہ مسیح جی اُٹھا ہی۔

جواب (یوحنا ۲۰ باب ۲ آیت) مریم مگدلینی نے پطرس اور یوحنا کو کہا تھا کہ وے اُسے نکال لے گئے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اُنہوں نے اُسے کہاں رکھا ہی۔ سو جب یوحنا آیا اور قبر کے سامنے کھڑا ہوا یہہ سوچتا ہوگا کہ اُسے کون لے گیا۔ کس واسطے لے گیا۔ اور کب لے گیا۔ اور اُنہوں نے اُسے کہاں رکھا۔ یوحنا نے کپڑوں کو جو بہت لمبے تھے اور مسیح کے چاروں طرف بلکہ سر پر بھی لپیٹے گئے تھے اُن کو ویسے ہی لپٹے ہوئے دیکھا۔ جیسے مسیح کے بدن پر لپیٹے گئے تھے۔ جیسے سانپ بہت دفعہ کیا کرتا ہی کہ وہ کینچلی میں سے نکلکر اُسے چھوڑ دیتا ہی۔ یہاں تک کہ کوئی نہ کوئی سمجھے کہ اب تک سانپ پڑا ہی۔ یونانی الفاظ اور محاورے ہماری بڑی مدد کرتے ہیں (یوحنا ۲۰ باب ۸ آیت) میں لکھا ہی کہ یوحنا نے وہ چیز دیکھی جس سے اُس نے معلوم کیا کہ اُس کو کوئی نہیں لے گیا۔ اِس کے علاوہ ایک اعلیٰ معجزہ بلکہ مسیح کا جی اُٹھنا ہوا۔

(۵) (متی ۲۷ باب ۵۹ آیت) (لوقا ۲۳ باب ۵۳ آیت) مسیح کی لاش کو لپیٹا۔ (یوحنا ۱۹ باب ۳۹ و ۴۰ آئتیں) (یوحنا ۲۰ باب ۷، ۸ آئتیں) مسیح کی لاش کو کپڑے میں لپیٹا۔ جیسے لعزر کو لپیٹا تھا (یوحنا ۱۱ باب ۴۴ آیت) میں لکھا ہی کہ لعزر کو کھولنے کا حکم ملا۔ کیونکہ وہ لپٹا ہوا تھا (مرقس ۱۵ باب ۴۶ آیت) میں لکھا ہی کہ اُنہوں نے مسیح کو کفنایا۔ تین اناجیل میں ذکر ہی کہ لپیٹا اور ایک میں لکھا ہی کفنایا۔ تو مطلب ایک ہی ہی۔

(۶) (یوحنا ۱۹ باب ۳۹ آیت) میں لکھا ہی کہ نیقودیمس جو رات کو مسیح پاس آیا تھا۔ اُس وقت آیا اور پچاس سیر عود اور مُر ملا کے لایا۔ اور لوگوں نے اِن خوشبودار چیزوں کو لے کے سُوتی کپڑے کے ساتھ مسیح کی لاش کو لپیٹا۔ گویا لاش کو بند کیا۔

(۷) صرف ایک ہی خیال اِن آیتوں کا مقابلہ کر کے ہم میں آسکتا ہی کہ وے پچاس سیر خوشبودار چیزیں۔ کفن میں تہ بتہ ڈالتے جاتے تھے سو اگر مسیح بیہوش ہوتا تو ناممکن تھا کہ جب ہوش میں آتا کمزوری کے سبب کفن میں سے اُٹھ سکتا۔ اوّل مسیح کے بدن پر پچاس سیر کا بوجھ تھا۔ دویم وہ لپٹا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں کفن سے نکلنا ناممکن تھا۔ باقی آیندہ

پرائمری سکول

۲۰۰ گز کی دوڑ۔ اشیر سنگھ کاؤنکے۔	عہ	محمد بخش۔ جودھوال	ہر
۱۰۰ گز ،، محمد بخش۔ جودھوال۔	ہر	رولا سنگھ۔ لتالہ	عہ
لمبی چھلانگ۔ اشیر سنگھ۔ کاؤنکے	عہ	محمد بخش۔ جودھوال۔	عہ
اونچی چھلانگ۔ وریام سنگھ۔ للتوں۔	عہ	اشیر سنگھ کاؤنکے۔	عہ
مورچال۔ چاندن سنگھ پھیلوال۔	ہر	صوبہ سیراں	عہ
قواعد۔ مدرسہ ہلوارہ۔	ہر	مدرسہ سیراں	ہر

واقعات اور رائیں

مسیحی لیڈی وکیل۔ ہم کسی پہلے پرچہ میں دو ہندوستانی مسیحی لیڈیوں کے کلکتہ یونیورسٹی میں فلسفہ اور انگریزی کے ممتحن ہونے کا ذکر کر چکے ہیں اب ہم کو یہہ سُنکر بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہندوستان کی پہلی وکیل لیڈی بھی ہندوستانی مسیحی لیڈی مس کرنیلیا سہراب جی مقرر کی گئی ہے۔ اِس معزز لیڈی نے کیمبرج میں۔ بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور لنڈن میں بیرسٹرایٹ لا کا امتحان پاس کیا۔ الہ آباد میں آکر وکالت کے امتحان میں بھی کامیابی حاصل کی۔ اور اب اُردو کا امتحان بھی پاس کیا ہے مس سہراب جی الہ آباد ہائی کورٹ میں وکالت کرینگی۔ یہہ مسیحی مذہب کی ہی برکت ہے کہ جس کے باعث سے ہم اپنی بہن کو اِس پیشے میں دیکھتے ہیں۔ ورنہ ہمارے ملک میں مسیحی مذہب کی تاثیر سے پہلے عورتیں بہت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ اور پہلے لوگ اپنے گھر میں لڑکی کا پیدا ہونا مصیبت کا باعث سمجھتے تھے جیسا کہ مثل مشہور ہے۔

دینا بھلا نہ باپ کا۔ بیٹی بھلی نہ ایک

اور لڑکیاں پیدا ہوتے ہی قتل کی جاتی تھیں اور جب قتل کرنے کے بعد دفن کی جاتی تھیں تو اُن کے ایک ہاتھ میں روئی کی پونی اور دوسرے میں گُڑ رکھدیتے تھے۔

گُڑ کھائیں پونی کتیں
آپ نہ آئیں بھائیاں نوں گھلیں

ایکیومینیل ہزار سالہ مشنری کانفرنس۔

اِس بڑی کانفرنس کے لئے جو نیویارک میں ۲۱ اپریل سے یکم مئی سنہ ۱۹۰۰ء تک ہوگی ابھی سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اُس جلسے میں ہر ایک پروٹسٹنٹ فارن مشنری سوسائٹی سے کم سے کم دو یا زیادہ وکیل موجود ہونگے۔ یقین ہے کہ دنیا کے ہر ایک حصے کا کوئی نہ کوئی مشنری بھی حاضر ہوگا۔ اُس کانفرنس کا ایک پورا دن سیلف سپورٹ کی نسبت غور کرنے میں صرف کیا جاویگا۔ اور علاوہ اس کے انجیل کی بشارت کے متعلق بہت سی ضروری اور پُر زور بحث ہوگی۔ ہمارے خیال میں جس طرح چرچ مشنری سوسائٹی کے سو سالہ جلسے میں ہندوستان سے بھی ہندوستانی مسیحی بطور وکیل بھیجے گئے ہیں۔ اسی طرح سے اگر اُس وقت ہندوستان کے پروٹسٹنٹ فارن مشنوں میں سے لائق دیسی مسیحی وکیل مقرر کر کے بھیجے جاویں تو بہتر ہوگا ❊

آریا ٹریکٹ سوسائٹی۔ ۱۰ فروری کے آریہ پتریکا میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں تحریک کی گئی ہے کہ اِس قسم کی ایک باقاعدہ سوسائٹی قایم کی جاوے اور ہر ایک بڑی سماج میں اُس کے متعلق ایک سب کمیٹی مقرر ہو۔ ہم ایڈیٹر صاحب کی اِس تحریک کی داد دیتے ہیں اور آج کل اِس ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں اِس قسم کی تحریکوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہہ سب کچھ اِس ملک میں مسیحی مذہب کی گہری جڑ پکڑنیکا پیش خیمہ ہے۔ قدیم تواریخ ہم کو جتلاتی ہے کہ روم اور یونان میں جب پہلے پہل مسیحی مذہب پہنچا تو وہاں کے لوگوں میں بھی قریباً قریباً ایسی باتیں پائی گئیں۔ جواب اِس ملک کے نوجوانوں میں نظر آتی ہیں جس طرح آخر کار اُن لوگوں کو مسیحی مذہب کے جھنڈے تلے آکر شانتی حاصل ہوئی اسی طرح سے ہندوستان کا حال بھی ہوگا۔

رات کے وقت دل کس طرح حرکت کرتا ہے

نیچر کا تقاضا ہے کہ انسان رات کو آرام کرے۔ جب آدمی سوتا ہے تو جسم کو آرام ملتا ہے اور اُس کے ساتھ دل بھی تھوڑا آرام کرتا ہے۔ جب انسان لیٹتا ہے تو اُس کے دل کی حرکتیں فی منٹ معمول سے دس کم ہوتی ہیں یعنے فی گھنٹہ دل چھ سو دفعہ کم حرکت کرتا ہے اِس طرح سے آٹھ گھنٹوں میں جو عموماً لوگ چارپائی پر لیٹنے میں خرچ کرتے ہیں۔ دل کی قریباً پانچ ہزار حرکتیں کم ہوتی ہیں۔ چونکہ ہر ایک حرکت میں دل چھ اونس خون باہر نکالتا ہے اِس واسطے رات کے وقت بہ نسبت دن کے تیس ہزار اونس خون کم نکلتا ہے۔ گرمی کے لئے انسان کے جسم کا انحصار خون کی حرکت پر ہے۔ چونکہ سونے کی حالت میں خون کی نالیوں کے ذریعے سے خون آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے اِس واسطے جسم کی گرمی معمول سے کچھ کم ہو جاتی ہے اور انسان کو اپنے تئیں کافی گرم رکھنے کے لئے کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے ❊

سلطان مسقط کو برٹش رزیڈنٹ نے جتا دیا

کہ ہے معاہدہ فرانس سے علاوہ انسداد بردہ فروشی سے بھی متعلق ہے۔ بردہ فروشی بذریعہ اُن جہازوں کے ہوتی ہے جو فرنچ کے زیر علم ہیں۔ اصل معاہدہ برٹش اجنٹ کو ہاتھ آیا ❊

شعر و سخن

قومی نظم

ہماری قوم میں ایسے جواں ہوں
کہ سچے نیک ہوں شیریں زباں ہوں
کلام پاک کے معجز بیاں ہوں
کوئی اُستاد کوئی پاسباں ہوں
کوئی واعظ بنے ہندوستاں میں
گلِ خوبی بنے اِس بوستاں میں
الہی ہیں ہماری یہہ دُعائیں
کہ تاریکی کو بالکل ہی ہٹائیں
چراغِ رہبری سب کو دکھائیں
ہماری آرزوئیں سب برآئیں
الہی باہمی اُلفت عطا ہو
تیری بخشش تیری رحمت عطا ہو
کوئی ہو قوم میں پولوس پیدا
شجاع ہو اور دینداری کا پُتلا
یوحنا کا سا رکھتا ہو کلیجہ
وہ مضبوطی میں ہو پطرس کا جیسا
الہی دے نکوکاری کی عادت
مسیحیوں کو ملے ذوقِ محبت
جو فخرِ دہر ہیں اپنے سپیکر
ادیب و فاضل و پاکیزہ گوہر
فصاحت کا عطا کر اُن کو جوہر
مفیدِ قوم اُن کی شاعری کر
دلوں میں گھر کرے مردانہ ہمت
ترقی علم کی ہو پھر بکثرت

مسیح یسوع کی دلداری کا صدقہ
الہی رحمتِ جاری کا صدقہ
الہی مہرِ غفاری کا صدقہ
الہی شانِ ستاری کا صدقہ
دکھا دے فضل کی صورت دکھا دے
تو انورؔ کو رہِ حق میں چلا دے

غزل

زلفِ جاناں پھانسنے کے واسطے زنجیر ہے
ابروِ معشوقِ دنیا کے لئے شمشیر ہے
ہو خطا اُس کی تو کہتا ہوں میری تقصیر ہے
اُس سے ملنے کی نکالی ہم نے یہہ تدبیر ہے
ہو کے خوش فوراً ہی مُردوں کو جلا دیتے ہو تم
ہاں یہہ تیرے ہی لبِ جاں بخش کی تاثیر ہے
جاہ و رتبہ سیم و زر ہم کو نہیں درکار ہے
تیرے قدموں میں پڑا رہنا ہی بس اکسیر ہے
خواہشِ تختِ سلیمانی میرے دل کو نہیں
تیرے کوچہ کی گدائی میں میری توقیر ہے
بند ہو جاتے ہیں سُنکر مولوی پنڈت تمام
واعظانِ چرچ کی کچھ ایسی ہی تقریر ہے
خواہ منادی سے ہو خواہ تقریر سے تحریر سے
مدعا اپنا کلام پاک کی تشہیر ہے
دل سے ہم ایمان لے آئیں مسیح کے قول پر
دامِ عصیاں سے خلاصی کی یہی تدبیر ہے
ہجر میں انورؔ کی حالت ہو گئی ہے غیر اب
وصل کی تدبیر میں تبلا کہ کیا تاخیر ہے

راقم
راما نند انور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کیلئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ ... [illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ ... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ... [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ... [illegible]
قیمت دو کاپیونکی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصولڈاک فی کاپی معہ ضمیمہ ... [illegible]
بغیر ضمیمہ .... [illegible]
قیمت تین کاپی یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی ... [illegible]
بغیر ضمیمہ .... [illegible]
طالبعلموں کے لئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ ... [illegible]
بغیر ضمیمہ .... [illegible]

لودیانہ

پیدائش مسلمان ۳۳۔ ہندو ۷۔ کل ۴۰۔
اموات مسلمان ۱۳۔ ہندو ۴۔ کل ۱۷۔
از ابتدائے ۲۶۔ فروری ۹۹ء
لغایت ۴۔ مارچ ۹۹ء

پادری۔ ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وائلی۔ کے اہتمام سے چھاپا گیا